Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 01, Oct – Dec. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

عورت کی دیت: معاصر افکار اور سیرتِ طیبہ ﷺ

Diah for Women: Contemporary Thoughts in the light of Seerat un Nabi(ﷺ)

Dr Muhammad Suleman Nasir*
SCT, GSBAK, HSS, Serai Naurang, Lakki Marwat
Fellow College of Religious Studies, Mahidol University,Thailand-

Version of Record
Received: 02-Oct-22 **Accepted**: 10-Nov-22
Online/Print: 28-Dec-2022

ABSTRACT

To maintain peace and harmony in society Islam gave due preference to the sanctity of human life. To avoid injustice in society Shariah laws describe different types of parchments, which are a part of Islamic Jurisprudence. One of these punishments is the Diah (Blood money). The Holy Quran permits aggrieved families to take Diah. In the pre -Islamic era Diah was considered a custom related to blood revenge. In the Holy Quran and Hadith Diah is authorized as a kind of retribution for the murder in lieu of Qisas. What is the nature of Diah? , and why the Diah of a woman is half of a man, remained hot topics of debate in the contemporary age. This article heaves light on the different views on the topic from different perspectives. The analytical research methodology will be used in this research. In this article, the Diah of women and Contemporary Thoughts in the light of Seerat-un-Nabi(ﷺ) are discussed. It is concluded that Islam recognized this human practice. Diah is related to customs, so there are different points of view about the Diah of a woman. Although there is an agreement among Islamic scholars (Ijma) on the half Diah of a woman.

Keywords: *Diah of Women, Contemporary Thoughts, Fallacies, Seerat-un-Nabi (ﷺ).*

تعارف

انسانی جان کی حرمت اسلام کی اولین ترجیح رہی ہے۔ اس لئے اسلام نے ایک انسانی جان کو ساری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا ہے۔ قرآن میں ارشاد پاک ہے۔"مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ."[1] ”جس نے ایک جان کو کسی جان کے (بدلے کے) بغیر، یا زمین میں فساد کے بغیر قتل کیا تو گویا اس

CC BY

نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے اسے زندگی بخشی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔" انسانی جان کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے قاتل کے لئے سزا بھی بیان کر دی ہے۔لہذا اسلامی تعلیمات کی رو سے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا چاہے قاتل مرد ہو یا عورت۔ لیکن عورت کی دیت کے مسئلے پر اختلاف موجود ہے۔ لیکن اگر ہم اس اختلاف پر غور کریں تو یہ مغرب زدہ طبقے کے ماڈرن ازم کا نتیجہ ہے کیونکہ عورت کی دیت کا مسئلہ رسول کریم ﷺ، سنت خلفاء راشدینؓ، اجماع صحابہ کرامؓ اور تعامل امت چاروں مآخذ قانون سے ثابت ہے کہ عورت کے قتل خطاء کی دیت مرد کے قتل خطاء کی دیت کا نصف ہے۔ قصاص کو قرآن کریم نے جرم قتل کی سزا کے سلسلہ میں استعمال کیا ہے۔ جبکہ دیت میں جو رقم دی جاتی ہے وہ انسانی جان کی قیمت نہیں ہے بلکہ مقتول کے پس ماندگان کی معاشی کفالت ہے۔

جاوید احمد غامدی، علامہ طاہر القادری اور یوسف رضا القرضاوی مرد و عورت کے یکساں دیت کے حامی ہیں اور انہوں نے اپنے دلائل دیے ہیں جو ان کے اپنے قیاس پر مبنی ہیں۔ ان کے خیال میں چونکہ جان اور خون تو مرد اور عورت دونوں کا یکساں ہے اس لئے دیت بھی برابر ہونی چاہیے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو جان اور خون تو مسلمان اور ذمی کا بھی یکساں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "جان کے بدلے جان" کا حکم عام ہے۔ قصاص چونکہ جان کے بدلے جان کا نام ہے اس لئے عورت کے جان کے بدلے مرد کی جان جاتی ہے اور غلام کی جان کے بدلے آزاد کی جان لی جاتی ہے۔ قتل عمد کے صورت میں مرد اور عورت کی دیت برابر بھی ہو سکتی ہے کیونکہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کے وارثوں کا اصل حق قصاص لینا ہے اور دیت قصاص کا بدل ہے جو فریقین کے درمیان مصالحت اور راضی نامے کی صورت میں واجب ہوتی ہے یہ دراصل بدل صلح ہے اور بدل صلح وہی ہوتا ہے جس پر اتفاق رائے ہو چکا ہو اور باہمی معاہدہ ہوا ہو خواہ وہ سو اونٹ ہوں یا اس سے کم ہوں۔ لیکن قتل خطاء میں قصاص لینا سرے سے جائز ہی نہیں۔ تاکہ یہ کہا جائے کہ دیت انسانی خون اور قصاص کا بدل ہے۔ دیت تو درحقیقت مقتول کے پس ماندگان کی معاشی کفالت کا ایک نظام ہے اور اس نقصان کی کسی حد تک تلافی ہے جو خاندان کے کمانے والے فرد یا بعد میں کمانے کے لائق بننے والے فرد کی موت سے اس کو پہنچتا ہے۔ دیت جان کا معاوضہ نہیں ہے لہذا جو لوگ اس کو جان اور خون کا معاوضہ تصور کرتے ہیں وہ اس غلط فہمی میں ہیں کہ مرد اور عورت دونوں کی دیت برابر ہونی چاہیے اس لئے کہ جان اور خون دونوں کا برابر ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دیت کے قانون سے عورت کو چونکہ مستثنیٰ نہیں کیا گیا بلکہ قرآن کریم میں مطلقاً دیت دینے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے از روئے قرآن دونوں کی دیت برابر ہونی چاہیے۔ یہ بھی بہت بڑی غلط فہمی ہے اس لئے قرآن کریم میں دیت کی مقدار کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

سورۂ نساء میں اللہ کا ارشاد ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلاَّ خَطَـًٔا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلآى اَہْلِہٖۤ اِلآَّ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَہُوَ

مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ."[2]

"کسی مومن کو سزاوار نہیں کہ کسی مسلمان کو قتل کر ڈالے، مگر یہ کہ غلطی سے اور جس کسی نے ایک مومن کو غلطی سے قتل کر دیا ہو تو ایک مومن غلام آزاد کرے اور خون بہا ادا کرے جو اس کے وارثوں کے سپرد کیا جائے، سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو جو تمھارے دشمن ہیں اور وہ مومن ہو تو ایک مومن غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر مقتول ایسے لوگوں میں سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدۂ صلح ہے تو خون بہا دینا چاہیے جو اس کے وارثوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مومن غلام آزاد کرنا چاہیے۔"

قرآن مجید کی اس آیت یا کسی دوسری آیت میں دیت کی مقدار اور نوعیت کا ذکر موجود ہے۔ قرآن مجید میں دیت کے صرف واجب الادا ہونے کا ذکر ہوا ہے اور اس بارے میں مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کی دیت کی ادائیگی واجب ہے۔ گویا تمام مرد و عورت، مسلم و غیر مسلم کے قتل خطاء پر دیت واجب ہے۔ عورت کی دیت کی نصف مقدار کے بارے میں قرآن کریم میں تفصیل موجود نہیں ہے لیکن قرآنی آیت وجوب دیت کے بارے میں مطلق اور عام ہے لیکن مقدار دیت کے بارے مجمل ہے اور اس کی تشریح و تفسیر احادیث رسول ﷺ میں آئی ہے۔ جو حضرات مرد و عورت کے مساوی دیت کے حامی ہیں وہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کو دلیل بناتے ہیں کہ: **"فی النفس المؤمنة مة من الابل"**[3] نفس مومن کے بدلے میں سو اونٹ دیئے جائیں گے۔"

یہ صحیح حدیث ہے لیکن اس کے عموم میں دوسری حدیث نے تخصیص کر دی ہے جو اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے کہ، "عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے" اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پہلی حدیث میں سو اونٹ مرد کی دیت ہے۔ چونکہ احادیث ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں، لہذا ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ کسی آیت یا حدیث میں عام اور مطلق الفاظ میں کوئی قانون بیان ہوا ہے اور دوسری آیات یا احادیث نے اس میں تخصیص کر دی ہے مثلاً سورۃ نور میں زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے مقرر کی گئی ہے لیکن رسول ﷺ نے بحیثیت نبی، امت کو اس کی تفصیل بتا دی ہے کہ اس آیت میں "غیر محصن" "زانی یا زانیہ کا حکم ذکر ہوا ہے۔

دیت، معنی و مفہوم

لُغوی اعتبار سے قتل عمد اور قتل خطا میں جو خون بہتا ہے، اس کے بدلے میں جو مال دیا جاتا ہے وہ دیت کہلاتا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ خون بہنا[4] اور انگریزی میں blood wit [5] ہے۔ لسان العرب میں دیت کے لغوی معنی یہ بیان ہوئے ہیں، **"القود وھوالقتل بالقتل اوالجرح بالجرح"**[6] قتل کے بدلے قتل کرنا اور زخم کے بدلے زخم لگانا۔" "المفردات فی غریب

القرآن "میں دیت کے درج ذیل معنی بیان ہوئے ہیں۔"قص فلان فلاناً و ضربه ضربا فاقصه ای ادناه من الموت۔"[7] "فلاں نے فلاں سے قصاص لیا اور اسے مار مار کر ادھموا کر دیا۔"ابن حزم کے مطابق، "لغت میں لفظ 'دیت' کا تعلق نہ تو محدود مقدار سے ہے نہ محدود جنس سے ہے اور نہ محدود مدت سے "[8]"دیت اس مال کو کہتے ہیں جو مقتول کی جان کے عوض قاتل کی طرف سے مقتول کے ولی کو دیا جاتا ہے۔ وہ خون جو بہتا ہے اور جس کے بدلہ میں جو مال دیا جاتا ہے، اسے دیت کہتے ہیں۔"[9]"مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ "میں ہے کہ لفظ، "قصاص" عدل اور مساوات پر دلالت کرتا ہے۔ جب سب مقتول خون میں مساوی ہیں تو خون ہی کا بدل دیت ہے۔[10]

شیخ ابوزہرہ اپنی کتاب "الجریمۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی: العقوبۃ" میں فرماتے ہیں کہ دیت خون کی سزا ہے اور "الدية هي القصاص بالمعنى دون الصورة"[11]، یعنی دیت کے معنی قصاص ہی ہے، اگرچہ لفظ مختلف ہے۔ قرآن کے اکثر و بیش تر مفسرین، مترجمین اور فقہا نے دیت کا ترجمہ خون بہا، "blood wit"ہی کیا ہے۔ امام ابو بکر جصاص کے مطابق دیت سے مراد ہے، "الدّیۃ قیمۃ النفس"[12]، یعنی دیت جان کی قیمت ہے۔ امام سرخسی "المبسوط" میں فرماتے ہیں کہ، " دیت جان کی حرمت کی حفاظت کی خاطر خون کے بدلے کا نام ہے "[13]۔ امام کاسانی "البدائع الصنائع" میں فرماتے ہیں: "الدیۃ ضمان الدم "[14]، (دیت خون کی ضمانت ہے)، یعنی اگر کوئی کسی کا خون بہا دے تو جرمانے (غرام مغرمۃ) کی صورت میں جو مال ادا کیا جائے، وہ دیت کہلائے گا۔

دیت کا مقصد

دیت کا مقصد یہ ہے کہ جان کی حرمت برقرار رہے اور کوئی غلطی سے بھی یہ کام نہ کرنے پائے اور وارثوں کی دل جوئی ہو۔

دیت زمانۂ جاہلیت میں

دیت اسلام سے پہلے عرب میں رائج تھی۔ بعض قبائل اپنے شرف کی بنیاد پر دہری دیت لینے اور صرف اپنی برتری کے احساس و عنایت کے طور پر دہری دیت دینے کے عادی تھے۔"المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام" کے مطابق لونڈی کے بیٹے کی دیت آزاد سے آدھی اور عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہوتی تھی۔ ان کے یہاں مولیٰ، یعنی حلیف کی دیت پانچ اونٹ اور صریح، یعنی جس کا نسبی تعلق کسی قبیلے کے ساتھ قطعی ہو، دس اونٹ تھی۔ عبد المطلب نے قرعہ اندازی کی وجہ سے عبداللہ کی دیت ۱۰۰ اونٹ مقرر کی۔ چنانچہ قریش اور عرب میں دیت سو اونٹ رواج پا گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسی دیت کو برقرار رکھا۔[15]

قدیم معاشروں میں خون کا بدلہ خون ممکن نہ ہوتا تو قاتل سے مقتول کے ورثا کو تاوان کی شکل میں کچھ مال نقد جنس دلا دیا جاتا۔ اسلام نے اسے جائز قرار دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما ۔نے قرآن حکیم کی آیت ''یا ایھا الذین آمنو کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الخ ''(سورۃ بقرہ آیت 188)[16] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" كانت في بني إسرائيل قصاص ، ولم تكن فيهم الدية فقال الله لهذه الأمة { كتب عليكم القصاص في القتلى} إلى هذه الآية { فمن عفي له من أخيه شيء}. قال ابن عباس فالعفو أن يقبل الدية في العمد ، قال { فاتباع بالمعروف} أن يطلب بمعروف ويؤدي بإحسان" [17]

"بنی اسرائیل میں صرف قصاص کا رواج تھا، دیت کی صورت نہیں تھی۔ پھر اس امت کے لیے یہ حکم نازل ہوا کہ کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الخ ،ابن عباس نے کہا فمن عفی لہ سے یہی مراد ہے کہ مقتول کے وارث قتل عمد میں دیت پر راضی ہو جائیں اور اتباع بالمعروف سے یہ مراد ہے کہ مقتول کے وارث دستور کے موافق قاتل سے دیت کا تقاضا کرتے وآداء الیہ باحسان سے یہ مراد ہے کہ قاتل اچھی طرح خوش دلی سے دیت ادا کرے۔"

دیت واجب ہونے کی صورتیں:

قطع و قتل کی چار صورتوں میں دیت واجب ہوتی ہے۔

1۔ قتل خطا۔ 2۔ شبہ عمد۔ 3۔ قتل بالسبب۔ 4۔ قائم مقام خطا۔

ان سب صورتوں میں دیت عصبات پر واجب ہوتی ہے۔[18] عمر، طاؤس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

"مَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيًّا فِي رَمْيٍ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِحِجَارَةٍ أَوْ بِالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَإِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ" [19]

"جو شخص ان دیکھی میں مارا جائے تیر اندازی میں جو لوگوں کے درمیان ہو رہی ہو یا کوئی پتھر لگنے یا کوڑا لگنے سے مر جائے یا لاٹھی لگنے مر جائے تو وہ قتل خطاء ہے اور اس کی دیت قتل خطا کی دیت ہی ہے اور جو شخص جان بوجھ کر قتل کیا گیا تو اس کا قصاص ہے"

دیت کی شرعی مقدار

دیت صرف تین قسم کے مالوں سے ادا کی جائے گی۔

1۔ اونٹ ایک سو۔ 2۔ دینار ایک ہزار۔ 3۔ دراہم دس ہزار۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"أن من قتل خطأ فديته ماءة من الإبل"[20] "جو بھی غلطی سے قتل ہو جائے، اس کی دیت سو اونٹ ہے"

قاتل کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے ادا کرے۔ اونٹ سب ایک عمر کے واجب نہیں ہوں گے بلکہ مختلف العمر لازم آئیں گے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ:

" قَضَى أَنَّ مَنْ قُتِلَ خَطَأً فَدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنْ الْإِبِلِ ثَلَاثُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلَاثُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَثَلَاثُونَ حِقَّةً وَعَشَرَةُ بَنِي لَبُونٍ ذَكَرٍ "[21]

"جو شخص خطاء قتل کیا گیا ہو اس کی دیت سو اونٹ ہیں جن میں سے تیس بنت مخاض، تیس بنت لبون، تیس حقے، اور دس مذکر بنی لبون۔"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ:

"خطاً قتل کی صورت میں پانچ قسم کے اونٹ دیے جائیں گے۔ بیس بنت مخاض یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ نر بچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس بنت لبون یعنی اونٹ کا وہ مادہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس حقے یعنی اونٹ کے وہ بچے جو عمر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس جذعہ یعنی وہ اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور شبہ عمد میں، پچیس بنت مخاض اور پچیس بنت لبون اور پچیس حقے اور پچیس جذعے صرف یہ چار قسمیں دی جائیں گی۔[22]

اصل میں دیت سو اونٹ ہی ہیں اور فیصلے کے وقت اونٹوں کی جو قیمت ہو گی وہی ادا کی جائے گی۔ باقی دوسری چیزیں سہولت کی خاطر ہیں وہ بھی سو اونٹوں کی مروجہ قیمت کے مساوی دی جائیں گی۔ مقررہ چیزوں کی صورت میں اس سے کم یا زیادہ دینے سے شرعی دیت ادا نہ ہو گی۔ "ایک درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کے برابر ہوتا ہے۔"[23] جبکہ ایک سونے کے دینار کی مقدار: چار ماشہ اور چار رتی ہے۔ اور گرام کے اعتبار سے ایک درہم کی مقدار، 061۔3 گرام، اور دینار کی مقدار، 374۔4 گرام ہے۔[24] اس لئے اس حساب سے چاندی کی جو مقدار بنتی ہے۔ اس مقدار کی چاندی کی مارکیٹ ریٹ میں جو قیمت بنتی ہے وہ قتل خطا کی دیت ہو گی۔ دیت کی مقدار شرعاً متعین ہے، جبکہ بدل صلح قاتل اور مقتول کے ورثاء اپنی مرضہ سے طے کر سکتے ہیں۔ دیت کی متعین مقدار سو اونٹ یا ایک ہزار دینار (یعنی 375 تولہ سونا) یا ہزار درہم (2625 تولہ چاندی) ہیں۔"[25] امام ابو حنیفہ کے نزدیک " ان تین چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں میں دیت ثابت نہیں ہے۔"[26] البتہ قتل عمد میں دیت کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔ "قتل عمد میں صلح کرنے کی صورت میں دیت کی مقدار کی پابندی ضروری نہیں ہے بلکہ جتنی مقدار پر فریقین راضی ہو جائیں اور صلح کر لیں تو قاتل پر مقتول کے ورثاء کو اتنی مقدار میں مال ادا کرنا لازم ہو گا۔ چاہے وہ مال مقدارِ دیت سے کم ہو یا زیادہ۔"[27] بدائع الصنائع " میں ہے کہ، "بدل صلح اگر اونٹ، سونا یا چاندی ہو تو دیت سے زائد رکھنا جائز ہے اور اگر دوسری شے ہو تو جتنی بھی ہو جائز ہے خواہ اس کی قیمت دیت سے بڑھ جائے" گویا قتل عمد میں اس سے کم یا زیادہ دیت دینا جائز ہے۔

غیر مسلم اور عورت کی دیت

اسلامی قانون میں مسلم، ذمی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے، مگر مسلمان خاتون اور غیر مسلم کی دیت، مسلمان مرد کی دیت کے نصف ہے۔ صاحب "المغنی" ابن قدامہ کا قول ہے: یہ حدیث مطلق ہے اور "**دیة المرأة علی النصف من دیة الرجل**" (عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے) ابن المنذر اور ابن عبد البر کا قول ہے کہ اس بات پر صحابہ کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔[28] ذمی اور معاہد کی دیت کے بارے میں حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "**دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ**"[29] ذمی معاہد کی دیت آزاد آدمی کی دیت کے نصف ہے "

عورت کی دیت کے نصف ہونے کی حکمت

فقہاء کرام نے عورت کی دیت کے نصف ہونے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ چونکہ عورت کی قوت کار اور کمانے کی صلاحیت مرد کے مقابلے میں کم ہے۔ اگرچہ بعض اوقات وہ مردوں سے بھی زیادہ کماتی ہیں لیکن جو عورتیں کماتی ہیں تو یہ ان کا رضاکارانہ عمل ہے اور اسلام نے معاشی کفالت کی ذمہ داری مرد کے سپرد کی ہے۔ گو عورت کے قتل سے ورثاء کو صدمہ پہنچتا ہے لیکن مالی پریشانی کوئی خاص نہیں ہوتی ہے اسی فرق کی وجہ سے عورت کی دیت نصف ہے اور اس کی تلافی نصف دیت سے بھی ہو جاتی ہے۔ علامہ مرغینانی لکھتے ہیں: "**ولان حالھا انقص من حال الرجال ومنفعتھا اقل**"[30] "عورت کی قوت کار اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے"

علامہ سید رشید رضا (مرحوم) نے بھی عورت کی دیت کے نصف ہونے کی عقلی توجیہ یہی بیان کی ہے"[31] اس سے ظاہر ہے کہ چونکہ مرد کے مقابلے میں عورت کی معاشی سرگرمیاں محدود ہیں اس لئے اس کی دیت نصف ہے۔

عورت کی نصف دیت کے شرعی دلائل

کسی بھی مسئلے کو شریعت کے مطابق پرکھنے کے لئے مندرجہ ذیل دلائل کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

1۔ قرآن مجید　　2۔ احادیث رسول ﷺ　　3۔ سنتِ خلافت راشدہؓ　　4۔ اجماع صحابہؓ

چونکہ قرآن مجید میں عورت کی نصف دیت کے بارے میں کوئی واضح حکم بیان نہیں ہوا ہے اس لئے باقی تینوں شرعی دلائل کی بنیاد پر عورت کی نصف دیت کے بارے میں دلائل بیان کئے جائیں گے۔

احادیث رسول ﷺ

"**قال رسول الله دِیة المرة علی النصف من دِیة الرجل وروی ذالک من وجه آخر عن عبادة بن نسی وفیه ضعف**"[32] "رسول ﷺ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یہ روایت ایک دوسرے طریقے (سند) پر بھی عبادہ بن نسیؓ سے مروی ہے اور اس میں ضعف (کمزوری) ہے"

اگرچہ امام بیہقی نے "السنن الکبری" اور للمدایئیؒ نے "الجوہر النقی" میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر اتفاق اس پر ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا ضعف اتنا شدید نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مردود اور غیر مقبول نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بیہقی نے اس کو دلیل بنایا ہے اور وہ عورت کی دیت کے نصف ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے علاوہ جب ضعیف حدیث کی تائید میں دوسری روایات بھی موجود ہوں یا حدیث کی ضعف کے باوجود سلف صالحین نے اس پر استدلال کیا ہو اور اسے سلف میں قبولیت کا درجہ حاصل ہو چکا ہو تو ایسی حدیث کو دلیل بنایا جا سکتا ہے۔

جیسے "سنن ترمذی" میں امام ترمذی نے کئی ابواب میں حدیث نقل کر کے اس پر جرح کی ہے اور جرح واعتراض کے باوجود اس پر صحابہؓ و تابعین اور ائمہ فقہ کا عمل بھی نقل کیا ہے کیونکہ اس کی تائید میں دوسری روایات موجود ہوتی ہیں۔ عورت کی نصف دیت کی تائید میں بھی دوسری روایات موجود ہیں جیسے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

" عقل المرة مثل عقل الرجل حتی یبلغ الثلث من دیته "[33]

"عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے یہاں تک کہ مرد کی دیت کی ثلث تک پہنچ جائے"

حضور ﷺ کے اس فرمان میں زخموں کی دیت میں مرد کی کل دیت کی ایک تہائی تک برابری کا ذکر ہوا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی سے اگر دیت زائد ہو تو پھر عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر نہیں ہے۔ گویا قتل خطاء میں عورت کی دیت مرد کے برابر نہیں کیونکہ مرد کے قتل کی دیت ایک تہائی نہیں بلکہ پوری دیت واجب الادا ہوتی ہے۔ لہذا جب ایک تہائی (تقریباً 33 اونٹ) تک دونوں کی دیت برابر قرار دی ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ پوری دیت (سو اونٹ) برابر نہیں ہے۔ زخموں کی دیت میں ایک تہائی تک مساوات کا قول بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے اور مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ لہٰذا اگر ایک تہائی تک مرد اور عورت کی دیت برابر قرار دی جائے تو قابل قبول ہے۔

سنت خلافت راشدہؓ اور اجماع صحابہ

حضرت عمرؓ نے عورت کی دیت مرد کے مقابلے میں نصف مقرر کی تھی۔

"فقومعمر تلک الدیة (اے مة من الابل) علی اهل القریٰ الف دینار او اثنی عشر الف درهم ودِیة الحرة المسلمة ذا کانت من اهل القریٰ خمسمة دینار اور سنته الالف درهم فذا کان الذی اصابها من الاعراب فدیتها خمسون من الابل "[34]

"حضرت عمرؓ نے شہری علاقے کے لوگوں پر سو اونٹوں کی قیمت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درھم مقرر کی تھی۔ شہری علاقوں میں آزاد اور مسلمان عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم مقرر کی تھی اور اگر عورت کا قاتل دیہاتی ہوتا تو اس صورت میں عورت کی دیت پچاس اونٹ مقرر کی تھی"

جب حضرت عمرؓ کے دور میں عورت کی دیت چھ ہزار درہم یا پچاس اونٹ یعنی مرد کی دیت کا نصف مقرر ہوئی تو صحابہ کرام رضہ اللہ عنہم میں سے کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔

ابراہیم نخعی نے حضرت عمر اور حضرت علی دونوں سے نقل فرمایا ہے کہ:"**انهماقال عقل المرة على النصف من دِية الرجل في النفس وفيما دونها** "[35] انہوں نے فرمایا تھا کہ عورت کے قتل اور زخموں کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔"اسی طرح زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ مردوں اور عورتوں کی دیت کل دیت کی ایک تہائی تک برابر ہے اور اس سے زائد میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔"[36]

امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ وہ بھی عورت کے نصف دیت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "امام مالکؒ کہا کرتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت میں ایک تہائی تک مساوات اور اس سے زائد میں نصف دیت سنت ہے۔ میں اس کا قائل تھا لیکن دل میں کچھ الجھن تھی۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ یہ اہل مدینہ کی سنت ہے (سنت رسول ﷺ نہیں ہے) اور اسے امام مالکؒ حجت سمجھتے تھے، تو میں نے اپنی رائے سے رجوع کیا اور مطلق دیت کے نصف ہونے کا قائل ہو گیا۔"[37]

علامہ کاسانی" شمس الائمہ سرخسیؒ اور علامہ مرغینانیؒ (صاحب ہدایہ) تینوں حنفی فقہاء کرام بھی عورتت کے نصف دیت کے حق میں ہیں۔ان کے مطابق:

> "عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع۔ حضرت عمرؓ" حضرت عثمانؓ " حضرت علیؓ" حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اعتراض منقول نہیں"[38]

امام شافعی نے فرمایا ہے،"مجھے قدیم اور جدید دور کے علمائے کرام میں سے اس حکم سے اختلاف کرنے والا ایک عالم بھی معلوم نہیں ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے"[39] ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں:"**قال ابن المنذر و ابن عبدالبر اجمع اهل العلم على انديته المرة نصف دِية الرجل**"[40] محمد بن المنذر (مشہور شافعی المسلک فقیہ و محدث) اور ابن عبد البر (مشہور مالکی المسلک فقیہ و محدث) نے کہا ہے کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے". امام قرطبی اور ابن رشد نے بھی یہی لکھا ہے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔"[41] اسی طرح امام مالک اور فقہاء مالکیہ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت کے قتل کی دیت تو نصف ہے لیکن زخموں کی دیت کل دیت کی ایک تہائی تک مرد کی دیت کے برابر ہے اور ایک تہائی کے بعد زخموں کی دیت بھی نصف ہے۔"[42] مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورت کی نصف دیت پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے جس کی بنیاد آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔ اور قیاس و عقل کا تقاضا بھی یہی ہے جیسا کہ فقہاء کی بیان کردہ عقلی توجیہ سے ثابت کر دیا گیا۔

عورت کی نصف دیت اور معاصر افکار

ویسے تو ہر دور میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں، جو دینی و دنیاوی مسائل میں جدت پیدا کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ دنیاوی امور میں تو ایسا کرنا ممکن ہے۔ لیکن دینی مسائل میں اپنی ذہنی ساخت کو داخل کر کے اسلام کے مسلمہ اصولوں کو پامال

کرنا کسی طرح سے ہر دور کے علمائے کرام نے گوارا نہیں کیا۔ ان لوگوں کے خیال میں سابقہ فقہائے کرام نے اپنے وقت اور حالات کے تحت قرآن و سنت کی روشنی میں کسی مسئلے کے بارے میں رائے دی تھی چونکہ حالات وہ اب نہیں رہے ہیں لہذا ان حالات کے تحت قائم شدہ رائے بھی بدلی جاسکتی ہے۔ گویا ان کے خیال میں موجودہ دودر میں ان پر اعتماد نہیں کی اجا سکتا ہے۔ اس بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"بے شک تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ شریعت کے سمجھنے میں اسلاف پر ہی اعتماد کرنا ہو گا۔ تابعین نے صحابہ کرامؓ پر اعتماد کر کے دین کو لیا ہے اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا ہے۔ اور ایسا ہی ہر دور کے علماء نے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر دین پر عمل کیا ہے اور عقلاً بھی یہ ایک اچھی بات ہے کیونکہ شریعت کا دارومدار نقل پر ہے اور نقل ماسوائے اس اتباع اسلاف (تقلید) کے کسی اور طریقہ ہر ممکن نہیں" اور چند صفحات آگے چل کر فرماتے ہیں کہ، "اور چوتھی صدی ہجری میں ماسوائے ان مذاہب اربعہ کے کوئی حق مذہب نہ رہا تو ان مذاہب کی تقلید اجماع اُمت اور تقلید نہ کرنا مخالف اجماع اُمت ہے۔"[43]

موجود دور میں میں چند حضرات عورت کی پوری دیت کے بارے میں جو احادیث پیش کرتے ہیں پہلے ان کا تجزیہ ضروری ہے۔ ان حضرات نے عورت کی پوری دیت کے بارے میں جو روایات نقل کی ہیں، ان میں ایک روای ابو بکر عاصم اور دوسرے ابن عُلیہ ہیں۔ ہر راوی کو محدثین اور علمائے کرام نے جرح وتعدیل پر پرکھا ہے اور ان کو متروک قرار دیا ہے۔ معاصرین فقہاء اور مجتہد دین عورت کی نصف دیت کے بارے میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نصف کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دیت قصاص کا بدل نہیں اور دیت قتل خطاء میں نصف ہے جبکہ قتل عمد میں تو قصاص ہے یا پھر جس طرح سے مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں۔ دور حاضر کے کچھ فقہاء یا متجد دین اجتہاد کی آزادی کا اطلاق ایسے مسائل پر کرنا چاہتے ہیں جو نصوص یا اجماع سے ثابت شدہ ہیں۔ لہذا یہ اجتہاد نہیں کہ کوئی اجماع صحابہؓ کے خلاف اپنی رائے پیش کرے بلکہ یہ انحراف و تحریف کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ اسلام نے علمی تحقیق اور غور و فکر کا دروازہ بند نہیں کیا ہے اور اس نے جدید دور کے، مسائل کے حل یا پھر اختلافی مسائل میں کسی ایک رائے کو ترجیح دینے کے لئے کے اجتہاد کو جائز قرار دیا ہے۔ قتل خطاء میں عورت کی دیت کا نصف ہونا احادیث رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے اجماع سے ثابت ہے اس لئے اس مسئلے میں اجتہاد کی اجازت نہیں ہے۔

عورت کی نصف دیت کی وجوہات

قتل عمد میں عورت کی دیت مرد کے مساوی ہے جبکہ قتل خطاء اس کی دیت نصف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشی کفالت کا بوجھ مرد پر ہے اور عورت اس سے مستثنیٰ ہے اور اس پر کوئی معاشی ذمہ داری نہیں ہے۔ چونکہ معاشی کفالت کی ذمہ داری مرد کی ہے اور اُس میں سخت محنت و مشقت اور کمانے کی صلاحیت بھی زیادہ ہے اس لئے اس کے قتل سے اس کے گھر والوں کو زیادہ معاشی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور عورت کے قتل سے پسماندگان کو کچھ زیادہ مالی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا کا پڑتا ہے۔ عورت کے

قتل سے جو حالت پہلے تھی وہی اس کے قتل کے بعد بھی ہو گی لیکن مرد کے قتل سے پورا خاندان متاثر ہو تا ہے۔ اس لئے مرد کی دیت عورت سے زیادہ مقرر کی گئی ہے۔

آج کل ایک سوال یہ بھی اُٹھایا جاتا ہے کہ موجودہ دور میں تو بعض عورتیں مردوں سے زیادہ کماتی ہیں یا بعض بیوہ خواتین گھر کی کفالت کرتی ہیں۔ یا عورت کے قتل سے گھر کا پورا انظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تو یہ استثنائی صورت حال ہے اور کوئی قانون اکثریت کی حالت اور انسانی فطرت کو ملحوظ رکھ کر بنایا جاتا ہے اور شاذ و نادر صورتوں کے لئے کوئی استثنائی دفعہ رکھی جاتی ہے۔ یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ اس قسم کی استثنائی صورتوں میں عدالت حالات و کوائف کی بنیاد پر نصف دیت سے زائد بھی بطور ""تغلیظ دیت"" دلا سکتی ہے۔ جہاں تک بیوی کی موت سے گھر کے انتظام کے خراب ہونے کا تعلق ہے اور یہ کہ شوہر کا سکون و آرام برباد ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی تو نہ قصاص سے، نہ پوری دیت سے اور نہ آدھی دیت سے ہو سکتی ہے بلکہ اس کا علاج صبر اور متبادل انتظام کرنا ہے۔ دیت تو صرف مالی نقصان کی تلافی کے لئے عائد کی جاتی ہے جو عورت کی موت کی صورت میں کم اور مرد کی موت کی صورت میں زیادہ پیش آتی ہے۔ اس لئے دیت میں فرق روا رکھا گیا ہے۔ اس فرق کی بنیاد معاشرتی کمتری نہیں ہے بلکہ معاشی کفالت اور مالی پریشانی کی تلافی ہے۔ حقوق انسانی کے علمبردار جو عورت قتل خطاء کی نصف دیت پر اعتراض کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے اسلامی تعلیمات کی رو سے کسی شرعی اور دینی مسئلے کی علمی تحقیق کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ اس کو موجودہ مغربی قوانین سے موازنہ کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ دونوں کا طریقہ کار اور طرز استدلال یکساں نہیں ہے۔ لہذا اس سلسلے میں خالص علمی اور تحقیقی انداز بیان اختیار کرنے اور شریعت کی مصلحت اور شرعی قوانین کی حکمت کی ضرورت ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ دیت قصاص کا بدل ہے تو یہ بات قتل عمد کے سلسلے میں تو صحیح ہو سکتی ہے کہ اس میں اصل سزا قصاص ہے لیکن اگر وارث دیت کے بدلے میں قصاص معاف کر دیں تو یہ دیت قصاص کا بدل ہو جاتی ہے۔

قتل عمد میں دیت قاتل خود ادا کرتا ہے اس کے عاقلہ پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس دیت کے بدلے میں جب قاتل اپنے آپ کو قصاص سے بچاتا ہے تو یہ بوجھ بھی اسے خود اٹھانا ہوتا ہے، لیکن قتل خطاء کی صورت میں جب قصاص لینا سرے سے جائز ہی نہیں ہے بلکہ اس کا اصلی حکم دیت ہی ہے لہذا یہ قصاص کا بدل بھی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ قتل خطاء صرف بے احتیاطی اور لاپروائی ہے جس کی سزا کفارہ ہے اور مقتول کے وارثوں کی مالی امداد ہے جو اجتماعی کفالت کے اصول کی بنیاد پر قاتل کا خاندان یا اس کے ہم پیشہ لوگ ادا کریں گے۔ اگر عاقلہ یعنی خاندان اور ہم پیشہ لوگ موجود نہ ہوں تو قومی خزانے سے دیت ادا کی جائے گی۔ قاتل سے پھر بھی وصول نہیں کی جائے گی۔ اگر قتل خطاء کی دیت بھی قصاص کا بدل ہوتی تو اس کی ادائیگی عاقلہ یا قومی خزانے کے ذمے نہ ہوتی بلکہ قاتل کے ذمے ہوتی جیسا کہ قتل عمد کی دیت بصورت راضی نامہ قاتل کے ذمے ہے۔ چونکہ قتل عمد کی دیت قصاص کا بدل ہے اور قصاص میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ اس لئے یہ قتل عمد میں دیت مرد اور عورت کی دیت برابر ہے جبکہ قتل خطاء کی دیت کے مساوی ہونے کے بارے میں قرآن اور حدیث

رسول ﷺ اور سنت خلفاء راشدین یا اجماع صحابہؓ سے کوئی دلیل نہیں ملتی ہے۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں یہ حکم بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت یہ ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا حکم یہ ہے کہ میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ اور خلفاء راشدینؓ کی سنت کی پیروی کرو اور خلفاء راشدینؓ کی سنت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ عورت کی دیت نصف ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ مسلمانوں کے اجماعی راستے کے خلاف جانے والا جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا"[44]

"اور جس نے ہدایت کھل کر سامنے آجانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور مومنین کے راستے کے سوائے کسی اور راستے کی پیروی کی تو اسے ہم اسی طرف لے جائیں گے جدھر وہ خود گیا اور اس نے جانا چاہا اور اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے جو بہت بری رہنے کی جگہ ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: "إن الله لا يجتمع أمتي على الضلالة"[45] اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ "دوسری حدیث میں فرمایا کہ: "اتبعو سواد الأعظم فإنه من شذ شذ فى النار"[46] سواد اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو، کیونکہ جو الگ ہوا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس کے علاوہ امت کا اجماع ہی نہیں بلکہ تعامل بھی عورت کی نصف دیت پر رہے۔

خلاصہ بحث

عورت کی نصف دیت احادیث رسول ﷺ، سنت خلافت راشدہؓ اور اجماع صحابہؓ سے ثابت ہے اور علماء اور فقہائے کرام نے اس وجوہات بھی بیان کر دی ہیں۔ عورت کی نصف دیت صرف ایک حدیث میں مذکور نہیں ہے جنہیں عورت کی پوری دیت کے علمبردار ضعیف کہہ رہے ہیں بلکہ نصف دیت کو سنن نسائی، مؤطا امام مالک، کنز العمال، نصب الرایہ اور منصف عبد الرزاق نے بھی نقل کیا ہے اور عورت کی دیت کو نصف بیان کیا ہے۔ اور اس میں روایات بھی ایک نہیں ہیں بلکہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے کبار صحابہ کرام کی بھی یہی رائے (نصف دیت) تھی۔ علامہ کاسانی نے "بدائع وصنائع" میں حضرت عمر کا فیصلہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے عورت کی نصف دیت کے بارے میں جو فیصلہ دیا تھا، صحابہ کرام کی پوری جماعت میں سے کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ سب نے اسے تسلیم کر لیا تھا تو گویا یہ فیصلہ تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع قرار پایا۔ خلفائے راشدینؓ کے بعد ائمہ کرامؒ بھی عورت کی نصف دیت پر متفق نظر آتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قدیم و جدید کسی بھی عالم کا قول اس کے خلاف نہیں سنا۔ امام شافعیؒ، امام مالکل اور امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کے حامل ہیں تو گویا ان سب کی اس مسئلے کے بارے میں یہی رائے تھی۔ چونکہ موجودہ دور کے فقہاء، علماء یا اس مسئلے میں

قیاس کے حامیان کی ذہانت، علم اور کسی مسئلے کے بارے میں ان کی رائے صحابہ کرامؓ، آئمہ کرام اور مجتہدین سے کسی بھی لحاظ زیادہ مستند نہیں ہے لہذا ان کے رائے کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی کیونکہ ان کا عمل اسلام کے بنیادی مآخذ کے خلاف ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔ **الطور**، ۵۲:۳۲

Al-Tūr, 52:3

[2] ۔ **النساء**، ۴:۹۲

Al-Nsā', 4:92

[3] ۔ علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی مرغینان، " **الھدایۃ مع النھایۃ**"، کتاب الدیات، (قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، ت-ن)، ۱۳:۱۲۱

Ali bin Abi Bakar Abdul Jalīl Farghani Mūrghinan, "Al-Hidaya ma' Al Nihaya", Kitāb al dīāt,(Cairo: Dārul Kūtub Al Elmīā, Nd),13:121

[4] ۔ فیروز الدین، مولوی، "**فیرواللغات**"، (لاہور: فیروز سنز، ۲۰۱۰ء):۶۰۱

Fīroz ud Din,Mawlavī, "Fīroz ul Lughāt",(Lahore, Fīroz Sons,2010),601

[5] ۔https://www.lexico.com/definition/bloodwite

[6] ۔ محمد بن مکرم بن علی، ابن منظور، "**لسان العرب**"، (بیروت دار صادر، ۲۰۱۰ء), ۱۱:۱۹۲

Muhammad Bin Mūkaram Bin Ali, abn Manzūr, "Līsān ul Arab", Beirut: Dār Ṣādar, 2010), 11:192

[7] ۔ حسین بن محمد المعروف، الراغب الأصفھانی، "**المفردات فی غریب القرآن**"، (دمشق: دار القلم، ۱۴۱۲ھ)، ص: ۴۰۴

Hūsain bin Muhammad Al M'rūf, al Raghib Al Asfahāni, "Al Mūfridāt fī Gharīb al Qur'ān",(Damascus: Dār Al-Qalam,1412H),P-404

[8] ۔ علی بن احمد بن سعید بن حزم، "**المحلی**"، (دمشق: ادارہ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۵۲ھ)، ۱۰:۳۸۸

ʿlī bin aḥmd bin sʿīdbn ḥzm,"ālmḥlī", (Damascus:ādāra ṭ-ṭbāʿẗ l-munīrīẗ,1352H),10:388

[9] ۔ محمد مرتضیٰ الحسینی الذبیدی، "**تاج العروس من جواہر القاموس**"، (کویت: التراث العربی، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء) ۴۰:۱۷۸

Muḥammad Murtaḍa al-ḥusīnī aldh-dhbīdī," Tāj l-ʿrūs mīn Jwāhīr Ālqāmūs", (Kuwait:āltrāth l-ʿrbī, 1413H/1993) 40:178

[10] ۔ تقی الدین احمد بن تیمیہ، "**مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ**"، (مدینہ منورہ: مجمع الملک الفھد لطباعۃ المصحف الشریف، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)، ۱۴:۷۰

Taqī ud-dīn Aḥmd bin tīmīa,"Majmūʿ Ftāwyā abn Tīmīa",(Madīna al Munaūra:Majmʿ al-Mulk al-Fhad liṭbāʿʾ al-mṣḥaf al-Ṣharīf,1425H/2004),14:70

[11] ۔ محمد ابو زہرہ، شیخ، "**الجریمۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی: العقوبۃ**"، (قاہرہ: دار لفکر العربی، ۱۹۹۸ء): ۳۴۶

Muḥammad Ābūzahra, Ṣhīkh," Āljarīmẗ walʿqūbẗ fi al-fīqa al-Āslāmī: Āl-ʿqūbẗ ", (Cairo: dārlfkr l-ʿrbī, 1998), 346

[12] ۔ ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی، "**احکام القرآن**"، مترجم: مولانا عبد القیوم، (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، ۲۰۱۵ء)، ۲:۲۳۷

Ābū Bakar Aḥmd bin ʿlī ar-Rāzi al-Jiṣāṣ al- Ḥanfī," Āḥkām ul-Qrān",Translation :Mūlānā ʿbdāl Qaīūm,(Islamabad: Sharīʿh Akīdmī,2015),2:237

13 ۔ محمد بن احمد بن ابی سہل شمس الأئمة السرخسي ،**"المبسوط"**،(بیروت: دار المعرفۃ،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء)۲۷:۶۳

Muḥammad bin Aḥmad bin abī Sahl Shms ul-a'imaẗ al-Surkhsī ," Ālmabsūṭ",(Beīrūt: Dār al-mʿrfẗ,1414H/1993),27:63

14 ۔ علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی، **"بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع"**،(بیروت : دار الكتب العلمية، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء)،۷:۲۵۷

ʿlāu'd-dīn, Ābū bakr bin Msʿūd bin Aḥmad al-kāsānī,"Bdā'iʿ al-Snā'iʿ fī trtīb al-shrā'iʿ",(Beīrūt: Dār l-kutūb al-ʿlmīaẗ 1406H/1986)7:257

15 ۔ جواد علی، ڈاکٹر، **"المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام"**،(بغداد: دار الساقي الطبعة، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) ۵:۵۹۲

Jawād ʿlī, Doctor,"Ālmufṣl fī Tārīkh al-ʿrb qabl al-Islām", (Bghdād: Dār as-sāqī al-ṭabʿẗ, 1422H/2001), 5-592

16 ۔ **سورۃ البقرہ**، ۲:۱۸۸

Al-Baqra, 2:188

17 ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل **"صحیح البخاری"**، کتاب الدریات،،(دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ):۶۸۸۱

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Dār Tawq al-Najāẗ, 1422H), NO: 6881.

18 ۔ **"فتاویٰ عالمگیری"**، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ۶:۲۴

"Fatāwyā ʿĀlamgīrī" , Ktāb ul-Jināīāt, al-Bāb al-Thāmn fi al-Dīāt, 6:24

19 ۔ ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، **"السنن ابو داؤد"**،(بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء):۴۴۶۷

Abū Dā'ūd Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,Sunan Abū Da'ūd,(Beīrūt:Al-Daralfīkar,1994):4467

20, النسائی احمد بن شعیب بن علی، **"السنن"**، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء)، ۴۸۰۱

Al-Nisā'ī Aḥmad bin Shʿīb bin ʿlī," Āl Sunan ",Kitāb Taḥrīm al-Dam,Bāb Tʿẓīm al-Dam, (Beīrūt:Dār al-Kutūb al-ʿlmīa,1416H/1995),4801

21 ۔ ابو داؤد، **"السنن"**، ۴۴۶۹

Abū Dā'ūd,Sunan Abū Da'ūd, 4469.

22 ۔ **"فتاویٰ عالمگیری" (الفتاوی الھندیۃ)**، مترجم: سید امیر علی، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات،(لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ت۔ن) ۶:۲۴

"Fatāwyā ʿĀlamgīrī",(Ālfatāwy al-Hindīẗ), Translator: Saīd Amīr ʿlī, Kitāb al-Jināīāt, al-bāb al-thāmn fi al-dīāt,(Lahore :Maktaba Raḥmānīa, nd),6:24

23 ۔ محمد شفیع، مفتی، **"اوزان شرعیہ"**،(کراچی: ادارہ المعارف، ۱۳۹۸ھ)، ۱۵

Muḥammad Shafi, Mūfti, "Āwzān e Sharīah",(Karachi: Idara al Maʿrif,1398H),15

24 ۔ **دارالافتاء:** جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی، فتوی نمبر: ۱۴۴۰۰۴۲۰۰۲۱۸

Dārālāftā' : Jāmʿa ʿlūm Islāmīaʿlāma Muḥammad Yoūsaf Banūrī Town, Karachi, fatwa number:144004200218, https://www.banuri.edu.pk/readquestion

25 ۔ تھانوی, اشرف علی، مولانا، **"مسائل بہشتی زیور"**،(کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۴۱۹ھ)، ۲:۳۹۵

Taānwī ,Ashraf ʿlī,Mūlānā," Masā'il Behshtī zīūr ",(Karachi: Majlīs Nashrīāt Islām,1419H),2:395

26 ۔ علی بن ابی بکر مرغینانی، **"الھدایہ"**، کتاب الدیات،(کراچی: مکتبہ دار البشریٰ، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء)، ۴:۴۹۹

ʿlī bin Abī Bakar Marghīnānī," Āl-Hidāī," Kitāb al-Dīāt, (Karachi :Maktaba Dār āl-Bushrā.1432H/2011),4:499

[27] ۔شامی,سید محمد امین ابن عابدین، **"ردالمختار علی الدر المختار"(فتاویٰ شامی)**، کتاب الدیات(طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی،۱۳۹۹ھ)، ۵۳۰:۴

Shāmī ,Syed Muḥammad Amīn ibn ʿĀbdīn, , ,"Radālmukhtār ʿli al-Darālmkhtār"(Fatāwyā Shāmī),Kitāb al-Dīāt (Tabʿ a HM Sayēd Company,Karachi, 1399H), 4:530

[28] ۔ **ایضاً**،۵۰۵:۵، **فتاوی عالمگیری**، ۲۴:۶

Ibid, 5:505; "Fatāwyā ʿĀlamgīrī", 6:24

[29] ۔ابو داؤد، **"السنن"**،۴۵۰۸

Abū Dā'ūd,Sunan Abū Da'ūd, 4508.

[30] ۔ علی بن ابی بکر المرغینانی، **"الھدایہ"**، کتاب الدیات،۵۰۳:۴

ʿlī bin Abī Bakar Marghīnānī," Āl-Hidāī", Kitāb al-Dīāt,4:503

[31] ۔رشید رضا، علامہ سید، **"تفسیر المنار"**،(قاہرہ: دار المنار، ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء)،۵۳۳:۵

Rashīd Raḍā,ʿlāma Syīd, " Tafsīr al-Manār",(Cairo:Dār al-Manār,1366H/1947), 5:533

[32] ۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، **"السنن الکبری"**،(مکہ مکرمہ: مکتبہ دار الباز،۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء)، ۹۵:۵

Bīhqī,Abū Bakar Aḥmd bin Ḥusaīn,"āl Sunan al-kubra",(Makkah Mukarama: Maktaba Dār ālbāz, 1414H/1994), 5:95

[33] ۔ النسائی, احمد بن شعیب بن علی،، **"السنن"**، کتاب العقود باب عقل المرۃ،(بیروت: دارالکتب العلمیہ1416ھ / 1995ء)،۸، ۴۵-۴۴، علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان، دار قطنی، **"السنن مع التعلیق المغنی"**، کتاب الحدود،(بیروت: دار المعرفہ ،۱۳۸۶ھ)،۹۱:۳

Al-Nasāʾī Aḥmd bin Shoʿīb bin ʿlī, ,"āl-Sunan", Kitāb ul-ʿqūd bāb ʿqal al-Marāẗ (Beīrūt: Dār l-kutūb al-ʿlmīaẗ, 1416H/1995), 8:44-45 ;ʿlī bin ʿmar bin Aḥmd bin Mehdī bin Masʿūd bin Noʿmān, Dār Quṭnī,"ālsunan Mʿ al-Tʿlīq al-Mughnī ", Kitāb ul- Ḥudūd, (Beīrūt: Dār al-Mʿrfẗ, 1386H), 3:91.

[34] ۔شافعی, محمد بن ادریس **"کتاب الام"**،(بیروت: دار الفکر،۱۹۸۳ء) ۱۰۶:۶

Shāfʿī ,Muḥammad bin Idrīs, Kitāb al-ām", (Beīrūt: Al-Daralfīkar, 1983), 6:106

[35] ۔ بیہقی، **"السنن الکبری"**،۹۶:۸

Bīhqī,"āl Sunan al-kubra", 8:96.

[36] ۔ابن حجر, احمد بن علی بن محمد عسقلانی، **"التلخیص الجبیر في تخریج أحادیث شرح الوجیز الکبیر"**،(سانگلہ ہل: المکتبۃ الاثریۃ، ت ن)، ۲۴:۴

Ibn Ḥjr ,Aḥmd bin ʿlī bin Muḥammad ʿsqlānī," al-Tlkhīṣ al-ḥbīr fī Tkhrīj A'ḥādīth Shrḥ al-Wajīz al-Kabīr ", (Sāngla Hill : al-Maktabẗ Alāthrī ẗ,nd),4:24.

[37] ۔الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام ، **" المصنف"**،(بیروت: دار التاصیل، ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء)،۳۹۴:۹

Al- Ṣanʿānī ،ʿbdur-Rarzāq bin Humām," l-muṣnaf ", (Beīrūt :Dār āltāṣīl, 1436H/2015),9:394.

[38] ۔ الکاسانی ،علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد ، **"بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع"**،(بیروت :دار الکتب العلمیۃ ، 1406ھ- 1986ء)، ۲۵۴:۷; م السرخسي, حمد بن احمد بن ابی سہل شمس الأئمۃ ، **"المبسوط"**،(بیروت: دار المعرفۃ،۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء), ۷۹:۶

Al-Kāsānī ʻʿlā' ud-Dīn,Abū Bakar bin Masʿūd bin Aḥmd,"Badā'iʿ al- Ṣanā'iʿ fī Tartīb al-Shrā'iʿ",(Beīrūt: Dār l-kutūb al-ʿlmīaẗ,1406H/1986),7:254; Al-Surkhsī ,Muḥammad bin Aḥmd bin Abī Sahl Shmsul-A'imẗ ,"Almabsūṭ" (Beīrūt: Dār al-Mʿrfẗ,1414H/1993),6:79

39 ۔ امام شافعی، **"کتاب الام"**، ۱۰:۱۰٦

Imam Shāfʿī, Kitāb al-ām", 10:106

40 ۔ ابن قُدَامة، عبد اللہ بن احمد بن احمد بن محمد، **"المغنی"**، (ریاض: دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹٦ء)، ۸:۴۰۲

Ibn Qudāmẗ, ʿbdullah bin Aḥmd bin Aḥmd bin Muḥammad ,"Almughnī",(Riaz: Dār ʿālam al-kutūb,1417H/1996),8;402

41 ۔ القرطبی، محمد بن احمد الانصاری، **"تفسیر قرطبی"**، مترجم: پیر کرم شاہ الازھری، (لاہور: ذیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء), ۵:۳۲۵

Al-Qurṭbī ,Muḥammad bin Aḥmad al-Anṣāri,"Tafsīr Qurṭbī", Translator :Pīr Karm sha al-āzharī, (Lahore: Ḍīā' ul-Qurān Publictions,2012),5:325

42 ۔ **ایضاً**، ۵:۳۲۵، ابن رشد، محمد ابن احمد، **"بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد"**، (قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۱۵ھ), ۲:۴۲۵

Ibid,5:325; Ibn Rushd ,Muḥammad ibn Aḥmad,"Badāīẗ al-Mujtahid wa Nahāī ẗ al-Maqtaṣid",(Cairo: Maktaba ibn Tīmīa,1415H),2:425

43 -شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد، **"عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید"** مترجم محمد میاں صدیقی (اسلام آباد: شریعہ اکیڈمی، ۲۰۰۰ء), ۹۹:۱۰۱

Shā Wali Ullah ,Quṭab ud-Dīn Aḥmd , "ʿqad aljīd fī Aḥkām alājtihād wa tal-Taqlīd", Translator: Muḥamad Mīā Ṣadīqī ,(Islamabad: shrīʿh Academy, 2000),99-101

44 ۔ **سورۃ النساء**، ۴:۱۱۵

Al-Nsā', 4:115

45 ۔ تبریزی, محمد بن عبد اللہ خطیب، **"مشکواۃ المصابیح"**، (اردو)، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۱۳ء)، ۱:۱۷۳:۹۳

Tabrīzī, Muḥammad bin ʿbdullah khaṭīb , "Mishkaẗ al-Maṣābīḥ",(Urdū) ,(Lahore:Maktaba islāmīa,2013),1:173:93

46 ۔ **ایضاً**، 1:۱۷۴:۹۴

Ibid,1:174:94